طالب الہاشمی

حضرت ہشام بن عاص سہمیؓ

۱

بنو سہم کا رئیس عاص بن وائل (بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤیّ) اپنے مال و دولت اور اثر ورسوخ کے لحاظ سے قریش مکہ میں ممتاز مقام رکھتا تھا اور پھر فصل مقدمات کا عہدہ بھی اسی کے پاس تھا، جس نے اس کا دماغ آسمان پر چڑھا رکھا تھا۔ بظاہر تو یہ شخص بڑا زیرک اور معاملہ فہم معلوم ہوتا تھا لیکن جب سرور عالم ﷺ نے اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی تو اس کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ خود قبولِ حق سے انکار کر دیا بلکہ دوسروں کو بھی دعوتِ حق قبول کرنے سے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ یہی وہ بد باطن تھا، جس نے قرآنی آیات کو طنز و تضحیک کا نشانہ بنایا، یوم آخرت اور جزا وسزا کا مذاق اڑایا اور خود ذاتِ رسالت مآب ﷺ پر بدیں الفاظ ابتر ہونے کی پھبتی کسی:

''اجی انہیں چھوڑو، وہ تو ایک ابتر (جڑ کٹے) آدمی ہیں۔ ان کی کوئی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔ مرجائیں گے تو کوئی ان کا نام لیوا بھی نہ ہوگا۔''

عاص بن وائل کی بدبختی کہ وہ اخیر دم تک ہدایت سے محروم رہا لیکن خالق حقیقی کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ اسی بدنصیب کے دو فرزندوں ہشامؓ اور عمروؓ نے نہ صرف قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا بلکہ لسانِ رسالت سے مؤمن کا خطاب بھی حاصل کیا۔

حضرت ابومعیط ہشامؓ اپنے بھائی عمرو بن العاصؓ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر ان کا نصیبہ بڑے بھائی سے زیادہ یاور تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ تو غزوۂ احزاب ۵ ہجری کے بعد ایمان لائے لیکن حضرت ہشامؓ نے ہر قسم کے خطرات کے علی الرّغم بعثت نبوی کے بالکل ابتدائی

زمانے میں دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور یوں اس مقدس جماعت کے رکن بن گئے، جسے اللہ تعالیٰ نے السّابقون الاوّلون کہہ کر کھلے لفظوں میں جنت کی بشارت دی ہے۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت ہشامؓ بن عاص ان ۱۳۳ نفوسِ قدسی میں سے تھے، جو دعوت توحید کے ابتدائی تین سالوں کے اندر سعادت اندوز اسلام ہوئے۔ یہ تین سال رازدارانہ تبلیغ کے تھے اس لیے مشرکین نے کسی خاص رَدِّعمل کا اظہار نہ کیا البتہ بعثت نبوی کے اڑھائی سال بعد مشرکین کے ایک گروہ نے چند مسلمانوں کو ایک سنسان گھاٹی میں نماز پڑھتے دیکھ لیا تو انہوں نے دوسرے مشرکین کو اہل حق کے خلاف مشتعل کرنا شروع کر دیا۔ اس سے پہلے کہ حالات کوئی سنگین صورت اختیار کرتے، سرورِ عالم ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ دارِ ارقم میں منتقل ہو گئے۔ چوتھے سال نبوت کے آغاز میں فَاصْدَعْ بِمَا تُؤمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْن (احکام الٰہی برملا سنایئے اور مشرکین کی مخالفت کی پروانہ کیجیے) کا حکم خداوندی نازل ہوا تو حضورؐ نے دعوتِ توحید کو آشکار کر دیا اور علانیہ لوگوں کو حق کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشرکین کے قہر وغضب کا آتش فشاں پوری قوت سے پھٹ پڑا اور انہوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔ حضرت ہشامؓ کو بھی ان کے والدین اور دوسرے اہل خاندان نے نشانۂ ستم بنالیا۔ وہ کئی سال تک طرح طرح کی سختیاں جھیلتے رہے لیکن انہوں نے جادۂ حق سے ہٹنے کا کبھی تصور بھی نہ کیا۔ جب مسلمانوں پر کفار کے مظالم ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو حضورؐ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ۵ بعدِ بعثت میں اہل حق کا ایک مختصر قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا۔ ۵ بعدِ بعثت میں ایک بڑا قافلہ عازم حبشہ ہوا، حضرت ہشامؓ بھی اس میں شامل ہو کر حبش چلے گئے۔ مہاجرین حبشہ کی ایک جماعت تو حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالب کے ساتھ بارہ تیرہ برس تک حبشہ ہی میں رہی اور غزوۂ خیبر (اوائل ۷ ہجری) کے موقع پر واپس آئی لیکن اس کے علاوہ دوسرے بہت سے مہاجرین حضورؐ کی ہجرت الی المدینہ سے پہلے مکہ واپس آ گئے۔ حضرت ہشامؓ بھی واپس آنے والے اصحاب میں شامل تھے۔ حضورؐ نے صحابۂ کرامؓ کو ہجرت مدینہ کا اذن دیا تو حضرت ہشامؓ بھی مدینہ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ اہل خاندان کو معلوم ہوا تو انہوں نے قید کر دیا اور سخت نگرانی کرنے لگے یہاں تک کہ پانچ چھ سال گزر گئے۔ اس اثناء میں حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور بدر، اُحد اور احزاب کے معرکہ

بھی گزر گئے۔ غزوۂ احزاب کے بعد ایک دن حضرت ہشامؓ موقع پا کر قید خانے سے بھاگ نکلے اور چھپتے چھپاتے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

حضرت ہشامؓ بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو حضورؐ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ امام حاکمؒ نے اپنی ''مستدرک'' میں لکھا ہے کہ مدینہ آنے کے بعد جتنے غزوات پیش آئے، حضرت ہشامؓ نے ان سب میں رسولِ کرم ﷺ کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا اور ہر معرکے میں اپنی شجاعت و بسالت کی دھاک بٹھا دی۔ سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد عہدِ صدیقی میں قیصرِ روم سے معرکہ آرئیوں کا آغاز ہوا تو حضرت ہشامؓ جوشِ جہاد سے بے تاب ہو گئے اور شام جانے والے مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ رومیوں نے دو تین معرکوں میں شکست کھائی تو قیصرِ روم نے تذارق اور قبقلاء دو نامور رومی جرنیلوں کو ایک زبردست لشکر دے کر مسلمانوں کے مقابلے پر بھیجا۔ اس لشکر نے اجنادین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اس وقت اسلامی فوجیں شام کے مختلف مقامات پر پھیلی ہوئی تھیں وہ سب سمٹ سمٹا کر اجنادین پہنچ گئیں اور رومی لشکر کے مقابل خیمہ زن ہوئیں۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳ ہجری کے دن رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان خونریز لڑائی ہوئی۔ اس معرکے میں حضرت ہشامؓ اس شان سے لڑے کہ سرفروشی اور جانبازی کا حق ادا کر دیا۔ ایک موقعے پر مسلمانوں میں کچھ کمزوری کے آثار پیدا ہوئے تو جوشِ ایمان سے سرشار حضرت ہشامؓ نے اپنے سر سے خود اتار کر دور پھینک دیا اور للکار کر بولے: ''مسلمانو! یہ غیر مختون ہماری تلواروں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے، جو میں کرتا ہوں وہی تم کرو۔'' یہ کہہ کر مردانہ وار تلوار چلاتے ہوئے رومیوں کی صفوں میں گھس گئے اور مارتے کاٹتے ان کے قلبِ لشکر کی طرف بڑھنے لگے! اس وقت ان کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

> ''مسلمانو! میں عاص بن وائل کا بیٹا ہشام ہوں۔ آؤ میرے ساتھ آؤ کہ جنت تمہاری منتظر ہے میرے ساتھ نہیں آتے تو گویا تم جنت سے بھاگتے ہو۔''

اسی طرح دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ رومیوں نے ہر طرف سے نرغہ کر کے تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ یوں وہ جامِ شہادت پی کر جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔ حضرت ہشامؓ اور ان جیسے دوسرے مجاہدین کی سرفروشی اور پامردی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں کو عبرتناک شکست ہوئی۔ حضرت

ہشامؓ کی شہادت کا واقعہ جو اوپر بیان ہوا ہے، امام حاکمؒ، ابن اثیرؒ، اور بلاذریؒ کی روایات کے مطابق ہے۔ مؤرّخ ابن ہشامؒ کا بیان ہے کہ حضرت ہشامؓ دادِ شجاعت دیتے ہوئے ایک تنگ گھاٹی کے اندر شہید ہو کر گر پڑے۔ اس گھاٹی میں سے ایک وقت میں صرف ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ گھاٹی کی دوسری طرف چند مسلمان رومیوں کے ایک جمِ غفیر سے لڑ رہے تھے اور اس طرف کے مسلمان اُن کی مدد کو پہنچنا چاہتے تھے لیکن حضرت ہشامؓ کی لاش پر سے گزرے بغیر گھاٹی کے اُس پار جانا ممکن نہ تھا۔ حضرت ہشامؓ کے بڑے بھائی حضرت عمروؓ بن العاص اتفاق سے اسی طرف آ نکلے، انہوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی کو شہادت سے سرفراز کیا ہے اور اس کی روح کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ یہاں تو صرف اس کا جسم ہے اس لیے تم لوگ اس کی لاش پر سے گزر جاؤ۔''

یہ کہہ کر انہوں نے خود گھوڑا بڑھایا ساتھ ہی ان کے پیچھے دوسرے مجاہدین بھی چل پڑے۔ اس طرح حضرت ہشامؓ کا جسدِ خاکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لڑائی ختم ہوئی تو حضرت عمروؓ بن العاص نے بھائی کی لاش کے ٹکڑوں کو بورے میں بھر کر سپردِ خاک کیا۔

ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ہشامؓ کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ گئے:

اللہ تعالیٰ ہشامؓ کو اپنی رحمت سے نوازے وہ اسلام کے بہترین مددگار تھے۔''

اس واقعے کے چند سال بعد مکہ معظّمہ کی ایک مجلس میں یہ بحث چھڑ گئی کہ ہشام افضل تھے یا عمروؓ بن العاص۔ اس موقع پر حضرت عمروؓ بن العاص بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا، میں تم کو ایک واقعہ سناتا ہوں اس سے تم کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے۔ میں اور ہشامؓ دونوں...... [1] کی جنگ میں شریک تھے اس سے پہلی رات کو ہم دونوں شہادت کے لیے دعا کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو ہشام کی دعا قبول ہو گئی اور میں شرفِ شہادت سے محروم رہا۔ اب تم سمجھ لو کہ اللہ نے کس کو فضیلت عطا کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

---

(۱) اس روایت میں اجنادین کے بجائے یرموک ہے۔ یہ روای کا سہو ہے۔ جنگ یرموک، جنگ اجنادین کے بعد ہوئی، حضرت ہشام جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔